امن اک دین ہے۔ اس دین کا قرآں ہیں حسن
صلح کی حد میں حدیبیۂ ایماں ہیں حسن
سر بسر شانہ کشِ زلفِ پریشاں ہیں حسن
کربلا فتح ہوئی جس سے وہ عنواں ہیں حسن
جنگ بندی تھی فقط گھیر کے لانے کے لیے
عظمتِ سنّت و قرآن لکھانے کے لیے

حسنِ پاک کی مدحت سے بھرم ہے میرا
چمنِ نظم ہے سرسبز۔ یہ دم ہے میرا
طوطیِ گلشنِ توحید قلم ہے میرا
یہ قلم، مدح کے میداں میں علم ہے میرا
اس کے بل پر نہ جھجکتا ہوں نہ شرماتا ہوں
نوکِ خامہ سے دلِ کفر کو برماتا ہوں

یہ قلم مجلسِ مدحت کا اگر بانی ہو
دھوم مچ جائے وہ مولا کی ثنا خوانی ہو
ساقیا اب تو عطا بادۂ قرآنی ہو
سم ہو منکر کے لیے، آج تو وہ پانی ہو
اسی پانی پہ جو میں نامِ حسن دم کردوں
سبزیِ زہر کو زنگار کا مرہم کردوں

خضرِ توفیق نے قفلِ درِ مضموں کھولا
بڑھ کے قرآں نے جواہر کا ذخیرہ رولا
مدحِ شبّر کے جو ہیروں کو نظر میں تولا
میں تو خاموش تھا آیات کا طوطی بولا
دین نے ان کے سبب نشو و نما پایا ہے
جب تو آیت میں نَبَاتاً حَسَناً آیا ہے

کلکِ مژگاں سے لکھوں نورِ خدا کی تعریف | خوب جی کھول کے ہو عقدہ کشا کی تعریف
اے زباں فرض ہے حقدارِ ثنا کی تعریف | حُسنہ ہے حسنِ سبز قبا کی تعریف

رہبرِ دیں ہیں حسن، دین کا ایماں ہیں حسن
حق کے ہر زاویے سے مدح کے شایاں ہیں حسن

نورِ اسلام ہیں، یہ دیدۂ بینائے رسولؐ | اصل سے نسل سے شاخِ چمن آرائے رسولؐ
اِنّا اَعطَینا کا ارمان، تمنائے رسولؐ | یہ ہیں ماقبلِ حسین اولِ اَبنائے رسولؐ

معتبر کون ہے اس سے کوئی بڑھ کر راوی
مدحِ قرآں بہ لبِ غیب ـ پیمبر راوی

شانۂ ختمِ رسلؐ مسندِ زیبائے حسن | زینۂ بت شکنی زیرِ کفِ پائے حسن
پرتوِ حسنِ ازل جلوۂ رعنائے حسن | دوزبر پائے جو یہ حُسن تو ہو جائے حسن

حُسن و خوبی کا یہ سرسبز چمن ہیں گویا
ان کی باتیں بھی روایاتِ حسن[1] ہیں گویا

دعوتِ صلِ علیٰ میں یہ پیمبر کے شریک | اور بلاغت میں اماماں میں بھی حیدر کے شریک
صبر و ایثار و قناعت میں بھی مادر کے شریک | آیِ تطہیر تو اس میں بھی برابر کے شریک

ماں ہیں معصومہ تو نانا ہیں نبیؐ باپ امام
آپ کے بھائی بھتیجے بھی امام آپ امام

فاتحِ جنگِ جمل، ہاتھ میں لشکر کا نظام | زور میں قلعہ شکن، حلم میں یکتائے انام
معترف کیوں نہ فضائل کے ہوں اصحابِ کرام | اک تو یہ آلِ کسا دوسرے امت کے امام

بزم میں وعظ بہ لب ہوں تو نبیؐ ہیں گویا
رزم میں تیغ بہ کف ہوں تو علی ہیں گویا

[1] لفظی معنی اچھی باتیں

رہبرِ خلق ہیں۔ لیکن وہ تصور جو ہے عام | اس سے بالا ہے کہیں، راہبری کا یہ نظام
رائج الوقت سیاست کی یہاں بحث ہے خام | مادی فکر میں محصور نہیں ہے اسلام

حق کی مرضی پہ جو چلتی ہے رسالت ہے وہی
ہُو بہُو بعدِ رسالتؐ کے امامت ہے وہی

بستۂ مصلحتِ حق ہے۔ نبیؐ ہو کہ امام | نام کو ہے وہ بشر، فوقِ بشر اُس کے ہیں کام
آج لاتا ہے زمانے میں جو حق کا وہ پیام | بعد مدت کے ابھرتا ہے وہی بن کے نظام

علم اس کا ازلی و ابدی ہوتا ہے
برتر از ماہ و سن و سال و صدی ہوتا ہے

اک اسی سلسلۂ علم کا حلقہ ہیں حسن | پاک، پُر مکر سیاست سے ہے ان کا دامن
ظاہری اوج و تنزل کے جو کرتے ہیں سخن | چال بازی کو وہ سمجھے ہیں رسالت کا چلن

جو پرکھتے ہیں شرف مادہ سامانی سے
وہ گراتے ہیں انھیں منزلِ روحانی سے

ان کی منزل ہے بہت ارفع و اعلا و بلند | جس کو پا ہی نہیں سکتی ہے سیاست کی کمند
ہاں اگر لے کے بڑھے بینشِ انصاف پسند | ذوقِ عرفاں کی لگام اور عقیدت کا سمند

ڈوب کر بحرِ معانی میں ابھرنا ہوگا
وحی و الہام کے جادے سے گزرنا ہوگا

وحی ہے حق سے بہ ابلاغِ ملک گفت و شنید | اور الہام بلا واسطہ ہے لوح کی دید
وہ نبوت کی سند اور یہ امامت کی نوید | اس سے انکار ہے قرآنِ مبیں کی تردید

وصفِ مَا یَنطِقُ پاؤ تو رسالتؐ کہہ دو
مَا یَشَاؤُن کے منشا کو امامت کہہ دو

ہے امامت وہ رسالت کا چراغِ منزل
فلکِ علمِ لدُنی کا جو ماہِ کامل
اس کے افعال میں ہے چون و چرا سب باطل
ہیں نبیؐ اس کی فضیلت کے گواہِ عادل
فعل کو اس کے جو چاہو کہ مدلّل سمجھو
اس کی روحانیتِ ذات کو اول سمجھو

عصبیت میں نہیں گر زرِ ایماں کھونا
اس کسوٹی پہ کسو حُسنِ حَسن کا سونا
تخمِ تحقیق جو آغاز کرو ۔ یوں بونا
اجتہادی غلطی پر نہ پڑے گا رونا
کیوں سنو ان کی جو بے وجہ برا کہتے ہیں
یہ تو دیکھو کہ محمدؐ انھیں کیا کہتے ہیں

پھر محمدؐ کے بیاں میں بھی سنو قول ان کا
ہر فضیلت کے جو قائل ہیں امامت کے سوا
لو کہ اپنوں کا بھی ارشاد ہے لاریب بجا
غیر کے منھ سے ہے کچھ اور فضیلت کا مزا
ظرف کے اپنے مطابق ہی کہا جس نے کہا
یہ سنو کیا ہے کہا۔ یہ نہ کہو کس نے کہا

جن کے ہے دیدہ باطن پہ تعصب کا غبار
شمع ہے ان کے لیے احمدِ مرسل کا شعار
تھے نبیؐ وعظ میں اور گود میں شبّر اک بار
کھیل کر ریش سے بہلاتا تھا دل یہ دلدار
بال۔ ننھے سے جو ناخن میں کوئی پھنستا تھا
مسکراتے تھے نبیؐ اور یہ گُل ہنستا تھا

حسِ فطری سے تھے مغلوب اگر خیر ذرا
پھر تو خاکم بدہن حضرتِ محبوبِ خدا
تنے لمحات تھے منصب سے نبوت کے جدا
جب تھے منصب سے جدا وعظ یہ پھر تھا کیسا
نہیں ہوتے ہیں کبھی اور کبھی ہوتے ہیں
کیا جہاں میں کہیں ایسے بھی نبیؐ ہوتے ہیں

ہے یہی وجہ کہ قائل علما ہیں سارے | تھے نہ شبّر فقط آنکھوں کے نبیؐ کی تارے
بلکہ مستقبلِ اسلام کے تھے تارے | جد کے پیارے تھے کہ اللہ کے تھے پیارے

ان کے ساتھ اب جو نبیؐ کا یہ چلن ہے یارو
پھر تو ہر فعلِ حسن، فعلِ حسنؑ ہے یارو

دیکھ لے ان کا تجمّل نگہِ نکتہ شناس | ہیں صحابہ بھی ملک بھی پس و پیش و چپ و راس
دوشِ پیغمبرِ خاتم پہ ہیں یہ نیک اساس | عرش پر بیٹھے ہیں پہنے ہوئے جنّت کا لباس

جامۂ سبز میں ہمرنگِ چمن ہیں مولا
حُسن کی بات جو پوچھو تو حسنؑ ہیں مولا

منبرِ وعظ پہ آغوشِ نبیؐ کے یہ سوار | مرکزِ الفتِ محبوب و حبیبؐ غفّار
سرورِ خلدِ بریں گلشنِ زہرا کی بہار | بچپنے ہی میں جوانانِ جناں کے سردار

مطمئن ہیں یہ حدیث آل کے عاشق پڑھ کر
بجلیاں گرتی ہیں منکر پہ صواعقؔ پڑھ کر

کہتی ہے نور کی مشہور حدیثِ قدسی | عرش ہے پرتوِ انوارِ رسولؐ عربی
ملک و حور ہیں عکسِ رخِ زیبائے علی | حسنِ شبّیر کی تھی چھوٹ جو فردوس بنی

نورِ زہرا پئے انجمِ گلِ امید بنا
بھیک شبّر سے ملی کاسۂ خورشید بنا

پنکھڑی جس کی یہ سورج ہے وہ گل کیا ہوگا | ایزدی نور ہے پھونکوں سے یہ گل کیا ہوگا
اب کہو حسنِ رخِ ختمِ رسلؐ کیا ہوگا | جس کے جز میں یہ تجلّی ہے وہ کل کیا ہوگا

نور بٹ جائے تو بزم اور فروزاں ہو جائے
شمع سے شمع ہو روشن تو چراغاں ہو جائے

ھ = اچھا کام

ھ صواعق محرقہ از ابن حجر مکی

…ع محفل تھے نبیؐ شمع میں شامل تھے حسن | عکسِ تنویرِ حسن مہرِ مبین و روشن
…پ کے سائے میں ہوتا جو نہ یہ ضو افگن | پھر تو کاجل کی سلائی تھی یہ سورج کی کرن

ظلمتِ شب کبھی مٹتی نہ سویرا ہوتا
شام کی طرح زمانے میں اندھیرا ہوتا

…یں نبیؐ نور۔ اسی نور کا پرتو ہیں حسن | طور کی برق ہیں وہ برق کی اک رو ہیں حسن
…ن ضیاؤں کا وہ مطلع ہیں وہی ضو ہیں حسن | شمعِ لولاک ہیں محبوبِ خدا لو ہیں حسن

مہر کی گود میں روز اس مہِ نو کو دیکھا
جب یہ کاندھے پہ چڑھے شمع کی لو کو دیکھا

…ے صحابی نے یہ کی عرض کہ پیارے دلدار | واہ کیا خوب ملی ہے یہ سواری میں نثار
…د کے ناراض پکارے یہ رسولؐ مختار | مجھ سے کہیے کہ یہ کیا خوب ملا تم کو سوار

دوست اس کو بھی وہ رکھے جو مجھے دوست رکھے
وہ مرا دوست نہیں جو نہ اسے دوست رکھے

…ی روایات پہ ہم لائیں نہ کیونکر ایماں | یہی تقریرِ بخاری یہی مسلم کا بیاں
…عقلانی کا ہے ارشاد کہ مولائے زماں | شیرخواری میں بھی تھے عالمِ علمِ قرآں

لوگ خالق کا اسے خاص کرم کہتے ہیں
یہی وہ شے ہے امامت جسے ہم کہتے ہیں

…ی سنتے تھے یہ آغوشِ نبیؐ میں ہر روز | ماں سے کرتے تھے بیاں کُل سخنِ حق افروز
…ب سنا چھپ کے علی نے یہ بیانِ دلدوز | لب و لہجہ تھا ہدایت کا، ادا درس آموز

جانتے تھے یہ شرف اور بھی اب جان گئے
علم کے باب تھے حد علم کی پہچان گئے

علم کے در بھی ہیں یہ زاہد و ابرار بھی ہیں | مسندِ احمدِ مختار کے مختار بھی ہیں
وارثِ دبدبۂ حیدرِ کرّار بھی ہیں | صلح کی ڈھال بھی ہیں امن کی تلوار بھی ہیں

رحمتِ حق کی سند بن کے جہاں میں آئے
مثلِ قرآن حسن بھی رمضاں میں آئے

گوشۂ عافیتِ خلق ہے سرکارِ حسن | حسنِ اخلاق سے ہے گرمیٔ بازارِ حسن
نازشِ عالمِ تہذیب ہے کردارِ حسن | فکر انگیز ہے تاریخ میں دربارِ حسن

ان کی پیرو ہو تو مخلوق پریشاں نہ ہو
جنگ تب چاہیے جب صلح کا امکاں نہ ہو

آج چودہ سو برس بعد جو رائج ہے نظام | اس کی بنیادِ اساسی ہے حسن کا پیغام
پک رہا ہو جو نزاعاتِ سیاسی کا قوام | عہد ناموں سے بگڑتے ہوئے بن جاتے ہیں کام

تھا یہی خالصتہً صلحِ حسن کا مقصد
اُس سے کیا بحث جو تھا عہد شکن کا مقصد

باپ سے اس کو تو ورثے میں ملی تھی یہ ادا | حق نگل جاؤ کسی کا ہو۔ بہ صد مکر و ریا
اس کے ایوان پہ تھا نصب جو دینی جھنڈا | آڑ میں تھا وہ خلافت کی۔ امارت کا عصا

زر بہ کف کس کے کر۔ قدر گھٹانے اٹھّے
حق اٹھاتا تھا جنھیں اُن کو گرانے اٹھّے

دلنشیں سب کے جو تھے آلِ عبا کے اخلاق | بد انھیں کہتے تو بد بھی اسے ٹھہراتے مذاق
لائے وہ بات کہ جائز ہو مگر ذہن پہ شاق | شرع کے دائرے میں کثرتِ ازواج و طلاق

باپ پر لعن شب و روز جہاں پڑھتے تھے
یہ فسانے وہیں بیٹے کے لیے گڑھتے تھے

کہہ دیا ایک نے چونسٹھ ہیں شہ دیں کے حرم | دوسرا بولا کہ نوّے سے نہیں ایک بھی کم
ایک نے ڈھائی سو اور تین سو فرمائے بہم | سات سو ایک نے کر گئے گھبرا کے رقم

جھوٹ بولا تھا۔ یہ سب اس کی ہے پیچ۔ بات یہ ہے
حافظہ جھوٹے کو ہوتا نہیں۔ سچ بات یہ ہے

بحث و تحقیق میں منطق کا یہ واضح ہے اصول | متعارض ہوں کئی قول تو سب نامقبول
حکم تھا کثرتِ ازدواج کو دو طول پہ طول | نہ بنائی گئی تعداد۔ یہ بس ہو گئی بھول

چونسٹھ اور سات سو کا فرق جو موضوعی ہے
خود ہے شاہد کہ یہ افسانہ مصنوعی ہے

کھیل کھیلا ہے امارت نے بہت طفلانہ | تول اب فکر کی میزان میں یہ افسانہ
حق پرکھنے کو ہے تاریخ بڑا پیمانہ | عصبیت سے مگر ہو کے ذرا بیگانہ

جانچ تعمیل کے معیار پہ گفتارِ حسن
دیکھ افعال کے آئینے میں کردارِ حسن

کُل تواریخ نے اجماع کیا ہے اس پر | عمر حضرت کی ہوئی زہد و عبادت میں بسر
رات بھر طاعتِ معبود تو روزہ دن بھر | حج کے پچیس سفر برہنہ پا برہنہ سر

آبلے پڑتے تھے تلووں سے لہو بہتا تھا
ہر برس چار مہینے یہ سفر رہتا تھا

رات بھر جاگ کے جو شخص ہو دن بھر بھوکا | سنگ ریزوں پہ چلے دھوپ میں پھر برہنہ پا
پھر شب و روز ہو جاری یہ تسلسل، تو بھلا | زہد اور عیش ہیں ضد جمع یہ ہو جائیں گے کیا

کیا نمازوں میں حسن عقد کیا کرتے تھے
روزے میں بیاہ کا شربت کبھی پیا کرتے تھے

سیرتِ زہد کے راوی ہیں سب از روئے رجال
پاک خو، نیک سیر اہلِ خبر، صدق مقال

جو بیاں کرتے ہیں وہ کثرتِ ازواج کا حال
کل حکومت کے غلامان کریۃ الاعمال

ذکر کافی میں نہیں ان کا ۔ بخاری میں نہیں
چار یاری میں نہیں پنجزاری میں نہیں

ان اکاذیب میں اک بات عجب ہے یہ رقم
خرچ ہوتے تھے ہر اک عقد میں اک لاکھ درم

سات سو عقد کیے جبکہ حسن نے پیہم
سات سو لاکھ درم صرف ہوئے کم سے کم

ہے جواب اس کا اسی لغو بیاں سے پیدا
یہ درم ہو گئے گھر بیٹھے کہاں سے پیدا

یہ بھی ارشاد ہے اس باب میں کذابوں کا
مہر بھی وقتِ طلاق آپ نے فرمائے ادا

پھر سخا کا تھا یہ عالم صفتِ دستِ خدا
درِ عالی سے سوالی کبھی خالی نہ پھرا

قرض لینے کی بھی نوبت نہ کبھی آتی تھی
کیا رقم اتنی بڑی عرش سے آجاتی تھی

پھر وہ گھر چند حرم رہتے تھے جس میں یکجا
اس محل کے نہ محلے کا نشاں ہے نہ پتا

اس کہانی میں پھر اک یہ بھی لطیفہ ہے نیا
دی طلاق آپ نے جس کو اسے راضی بھی کیا

اور تو کیا کہیں بس موتیوں سے منھ بھر دیں
آپ لینے یہ طلاق ایک کو راضی کر دیں

اس کے برعکس ہے اک مسئلۂ نفسیات
لب زن کو ہے جہاں مہر خموشی سے نجات

ہو وہاں کی کسی عورت کو جو معلوم یہ بات
ہے طلاق اس کی یقینی تو اٹھا دے گی برات

لوگ ذلت سے اٹھے اور نہ فتنے اٹھے
اور اٹھے تو بتائے کوئی کتنے اٹھے

پہلی اُس دور کی تاریخ بہ ایمائے امیر | ہے اس افسانۂ ازواج کی باطل تحریر
نام ہیں بیویوں کے درج نہ کنیہ نہ خمیر | چند اولادیں ہیں اور اس قدر ازواجِ کثیر

سات سو ہوتے جو ایک بھی ہوتا فرزند
بانجھ تھیں سب جو نہ اللہ نے بخشا فرزند

تھی ۴۶ برس وقتِ قضا عمرِ حسن | پندرہ جن میں تھے ایسے کہ لڑکپن بچپن
نو برس حج کے سفر حسبِ روایاتِ حسن | چھ برس دورِ علی اور بغاوت کی گھٹن

دس برس گوشہ نشیں۔ جاتے نہ آتے تھے حسن
ایسے حالات میں کیا بیاہ رچاتے تھے حسن

کر کے چالیس برس وقت سے ہر طرح نباہ | چھ برس رہ گئے۔ کیا ان میں کیے سات سو بیاہ
جھوٹ، بہتان، غلط، عقل کی توہین، گناہ | افترا، تہمت و الزام۔ نعوذ باللہ

لوگ یوں حق سے بدل جاتے ہیں اللہ اللہ
جیتی مکھی کو نگل جاتے ہیں اللہ اللہ

اس لیے وضع کیے جاتے تھے یہ افسانے | کلمہ گو کوئی حسن کو نہ خلیفہ مانے
بعد حیدر کے مظالم وہ کیے دنیا نے | چین پایا نہ گھڑی بھر بھی کہیں مولا نے

اِس طرف آپ کی بیعت کو مسلمان اٹھے
اُس طرف شام سے بپھرے ہوئے طوفان اٹھے

کلمہ گویوں کے یہاں عزم کا تھا یہ عالم | ہاتھ بڑھنے لگے بیعت کے لیے دم بہ دم
علم اور حسنِ عمل تھے جو محرکِ بہم | بہرِ اقرارِ وفا ٹوٹ پڑے تھے آدم

دس ہزار آئے ابھی اور ابھی بیس ہزار
مجتمع چار ہی دن میں ہوئے چالیس ہزار

حسنِ پاک نے اس شرط پہ یہ بیعت لی ساتھ تم دو گے مرا جنگ میں بھی صلح میں بھی
سب نے وعدہ بھی کیا مسجدِ کوفہ میں یہی پھر بھی مشہور ہے کوفی کی صفت لاَیوفی
وقت پر حیدرِ کرار سے پھر جاتے تھے
مردہ خوروں کی طرح مال پہ گر جاتے تھے

بند آنکھیں جو ہوئیں شیرِ خدا کی اک بار نام سے جن کے لرزتے تھے بڑے کوہِ وقار
یک بیک ہو گئے سوئے ہوئے فتنے بیدار بے وفا ہونے لگے شام کی سازش کا شکار
رشوتیں چلنے لگیں ٹھنڈی ہواؤں کی طرح
تفرقے پھیل گئے بڑھ کے وباؤں کی طرح

اہلِ طاقت کو یہ آنے لگے خفیہ پیغام حاکمِ شام کے ہے پیشِ نظر قتلِ امام
منچلا جو کوئی کوفے میں کرے گا یہ کام ہاتھ کے ہاتھ ہے دو لاکھ درم نقد انعام
پھر وہ بیٹی بھی مری زر کے سوا پائے گا
شام میں عیش کی راتوں کا مزا پائے گا

تابعِ مسجدِ کوفہ تھے جو عالم، جاہل تھے خوارج بھی منافق بھی انھیں میں شامل
ہو گئے زر کے پجاری جو صفوں میں داخل حق پرستوں کی بھی پہچان ہوئی اب مشکل
جال سے بچھ گئے کل ملک میں جاسوسوں کے
غیرتوں کے ہوئے سودے کہیں ناموسوں کے

ہر طرف دوڑ رہے تھے جو فریبوں کے سمند صدق کی، عدل کی، اخلاص کی تھیں راہیں بند
تاک میں رہتے تھے موقع کی جو تخریب پسند گھر سے مسجد میں بھی آتے تھے حسن، بکتر بند
دم بہ دم کوفے میں خبریں جو در آمد ہوتیں
شام سے مکر کی اجناس بر آمد ہوتیں

سے وفادار نہیں ہوتا

دیکھنے کے لیے فوجیں تھیں حسن کی بھی کثیر
نگراں فوجوں کے سردار ہوس کے تھے اسیر
نقد لے لے کے ثمن بیچ چکے تھے جو ضمیر
اُن کے باطن سے تھے آگاہ امامِ دلگیر
دل جو کہتا تھا اٹھو۔ دل پہ بگڑتے تھے حسن
جنگ موزوں جو نہ تھی نفس سے لڑتے تھے حسن

جنگ میں واقفِ الہام کی تھی فکر بجا
میری ہی فوج میں کر دیں گے مجھے قتل عدا
پھر چلائیں گے محبوں پہ مرے تیغ جفا
عذر ہوگا کہ یہ ہے خون حسن کا بدلا
جز امارت نہ رسالت نہ امامت ہو گی
مٹ کے رہ جائے گی توحید قیامت ہو گی

ان خیالات کی پہنچی جو دمشق کو خبر
چل پڑا شام سے اک فوجِ منظّم لے کر
دلبرِ فاتحِ خیبر نے سنا جب یہ ادھر
خود چلے لے کے مدائن کو دفاعی لشکر
قائدِ امن جو میداں کی طرف آتا تھا
چرخِ ظالم بھی تواضع سے جھکا جاتا تھا

اور اک سمت سے ممکن تھا جو فوجیں آنا
کی ادھر کو بھی رواں اک سپہ فرزانہ
قیس جو حبِ ید اللہ کا تھا دیوانہ
اس کو سالاری لشکر کا دیا پروانہ
جو محب تھے وہ کفن باندھ کے سر سے آئے
یہ اِدھر سے تو خبر کار اُدھر سے آئے

قیس کی فوج میں فتنوں نے اڑا دی یہ خبر
مل گئے حاکمِ شامی سے جنابِ شبّر
اُس طرف فوجِ مدائن میں بہ صد شورش و شر
دی یہ شہرت کہ پھری قیس کی مولا سے نظر
جبکہ سالار نے کی صلح۔ ڈرا مرنے سے
فوج بھی ہٹ گئی پھر فوج کشی کرنے سے

سازشی بھی جو ہزاروں تھے میانِ لشکر | ان کی شورش سے بڑھا اندیشہ دوانی کا اثر
باندھ لی فوج کے دستوں نے بغاوت پہ کمر | منبرِ حمد سے ناگاہ پکارے شبّر

دوستو! شور و شغب بند یہ فی الفور کرو
میں جو کہتا ہوں سنو، فکر کرو۔ غور کرو

کیا نہ اس شرط پہ تم نے مری بیعت کی تھی | ساتھ تم دو گے مرا جنگ میں بھی صلح میں بھی
بخدا دل میں یہاں بغض نہ ہے کینہ وری | ہر بشر کے لیے ہے عام محبت میری

خیر افضل ہے بہر حال شر انگیزی سے
امن بہتر مرے نزدیک ہے خوں ریزی سے

سازشی پا گئے موقع جو یہ فقرہ سن کر | اٹھ کے اک شور مچایا یہ میانِ لشکر
لو سنو صلح پہ مائل ہے محمدؐ کا پسر | ہم بھلا کاہے کو آئے تھے یہاں چھوڑ کے گھر

مال و زر اب نہ میسر۔ کوئی صورت ہی نہیں
کس کو لوٹو گے یہاں جنگ کی نیت ہی نہیں

مشتعل ہو گئے یہ سن کے جو سارے کوفی | یک بیک کھیل گئی فوج میں افراتفری
جانِ زہرا پہ شقی ٹوٹ پڑے لوٹ مچی | لے کے بھاگا کوئی جامہ تو عمامہ کوئی

ثابت اک تارِ گریباں نہ یہاں چھوڑ گئے
یہ غنیمت تھا کہ اک رشتۂ جاں چھوڑ گئے

چند مخلص تھے جو ہمراہِ شہِ جن و بشر | وہ سوئے شہر چلے جانِ علی کو لے کر
خارجی اک میں تھا ایک جو مابینِ سفر | اس کی تلوار کا اک وار پڑا زانو پر

خاک پر بن میں شریعت کا نگہبان گرا
رحل زانو سے یداللہ کا قرآن گرا

جلد لائے گئے صحرا سے مدائن میں جناب | زخم گہرا تھا۔ کئی دن میں ہوئے صحت یاب
شام کی فوج بھی آ پہنچی یہاں تک جو شتاب | خود اٹھے جنگِ دفاعی کو شہِ فیض مآب

اپنے لشکر کا جو بڑھ کر سر و ساماں دیکھا
مردہ دل فوج کا اک شہرِ خموشاں دیکھا

کچھ تو کثرت سے مخالف کی تھے ہیبت کا شکار | ہر رواں کی تھی تھکن بعض کے شانوں پہ سوار
کچھ کی زلفوں پہ تھا صفین کے میداں کا غبار | گھر میں بیٹھے تھے نہ چھ سات برس سے زنہار

کچھ جیالے جو رضا کار تھے دم خم والے
اُن کو گھیرے ہوئے تھے پانچویں کالم والے

حاکمِ شام کو اس فوج کی خبریں جو ملیں | طے کیا اُس نے کہ اب جنگ تو ممکن ہی نہیں
ساتھ ہی اس کے مگر تھا اسے اس کا بھی یقیں | منھ تو موڑیں گے نہ میداں سے کبھی سرورِ دیں

ہاتھ سب ان کی نگاہوں میں یداللہ کے ہیں
ایسے ویسے نہیں بیٹے اسدُاللہ کے ہیں

گو کہ تعداد میں تھوڑا ہے حسن کا لشکر | بدر کی قلت افواج بھی تھی پیشِ نظر
صلح کا ایسے میں پیغام مناسب ہے مگر | سلسلہ رک کے نہ رہ جائے کہیں شرطوں پر

نگہِ غیب سے ہر چال کو پہچانیں گے
حق پرستی کے خلاف ایک نہیں مانیں گے

بھیجا پیغام کہ دلبندِ علی جانِ بتول | اپنے منھ مانگے شرائط پہ کریں صلح قبول
کربلا دیتی تھی آواز کہ فرزندِ رسول | چھوڑ دیں مجھ پہ جہاد۔ آپ کریں جنگِ اصول

منحصر بزم ہی کے نظم پہ رزمیہ ہے
فتح مکّے کی ہے پھر۔ پہلے حدیبیہ ہے

سب ہیں راوی۔ طبری، ابنِ حجر، ابنِ اثیر | حسنِ پاک کو شامی کی جو پہنچی تحریر
فوج سے آپ نے کی بر سرِ منبر تقریر | اَیُّہا النّاس! ابھی شام سے آیا ہے سفیر

پیش کش صلح کی لایا ہے۔ کیا چاہتے ہو
امن بھی جنگ بھی قبضے میں ہے کیا چاہتے ہو

موت عزّت کی جو چاہو تو کرو صلح کو رد | فیصلہ تیغ سے ہو جائے، بہ امدادِ صمد
زندگی تم کو ہے مطلوب تو بے ردّ و کد | عہد نامے کی ہو توثیق رہے تاکہ سند

مچ گیا شور۔ کہ ہم جنگ نہیں چاہتے ہیں
صلح اب چاہتے ہیں اور یہیں چاہتے ہیں

فوج ہی جنگ نہ چاہے تو کرے کیا سالار | بس اُعدیں نہ چلا۔ ڈر کے جو بھاگے فرار
کر لیا صلح کا فرزندِ نبیؐ نے اقرار | یہ نہ کرتے تو ٹھہر جاتے یہی ذمّہ دار

دوش پر سارے فسادات کا بار آجاتا
ہوسِ جاہ کا دامن پہ غبار آجاتا

یہ قدم۔ بکرِ سیاست کو جو مرغوب نہیں | ظاہرا صلح ہے۔ باطن میں مگر فتح مبیں
ملک گیری کی نہ خواہاں تھی نگاہِ حق بیں | تھی امامت تو فقط امنِ دو عالم کی امیں

عہد نامے کو پڑھو۔ ترکِ قیاسات کرو
دوستو ابنِ حجر سے بھی ذرا بات کرو

شرطِ اول ہی یہ تھی صلح کی۔ مضبوط، اٹل | حاکمِ شام کرے۔ سنّت و قرآں پہ عمل
یہ وہی شرط تھی شوریٰ میں پڑا جس سے خلل | مسلکِ شاہِ سلونی میں خلافت کا بدل

تھا یہ منشا کہ نہ منشائے رسالت چھوڑو
اس کو چھوڑو نہ کبھی۔ چاہے خلافت چھوڑو

تین شرطوں کی یہ ہر پھیر کے غرض تھی اصلی | امن دنیا میں رہے۔ عدل کی ہو پابندی
پانچویں شرط بہ منشاے تحفظ یہ تھی | واں علی پر نہ تبرا ہو جہاں ہوں علوی

کیوں کر و بحث۔ کہاں ہوتے تھے کب ہوتے تھے
دستخط کرتے ہیں خود۔ جرم یہ سب ہوتے تھے

صلح کہتی ہے جو اس فعلِ حسن کو دنیا | سطح بینو! یہ نتیجہ ہے غلط فہمی کا
صلح وہ ہوتی ہے مل جائیں جہاں دل بخدا | حق و باطل کا ملے دل کہیں ممکن ہے بھلا!

ذہنیت تھی وہ بدلنا جو بہت گندی تھی
جنگ بندی بھی دمشق کی زباں بندی تھی

اس حقیقت سے تھا آگاہ محمد کا بسر | صلح ہوگی تو یہ قائم نہ رہے گا اس پر
چند دن میں یہ خلش سامنے آئی کھل کر | دس برس سہتے رہے ظلم مسلسل شبر

فرض سمجھا تھا جو عترت کی پریشانی کو
زہر دلوا کے رہا فاطمہ کے جانی کو

شربتِ تلخ سے مولا نے وہ کلفت پائی | جیسے دل پر شہ مسموم نے برچھی کھائی
خانۂ بنتِ نبی میں یہ قیامت آئی | بھائی کے سامنے دم توڑ رہا تھا بھائی

روح زہرا کی تڑپتی تھی نبی روتے تھے
عرش ہلتا تھا حسین ابن علی روتے تھے

اثرِ زہر سے رہ رہ کے جو کٹتا تھا جگر | تھام لیتے تھے کلیجے کو علی کے دلبر
ہائے وہ کرب کا عالم وہ جنابِ شبر | تکیہ اللہ پہ اور زانوے شبیر پہ سر

لگ گئی آنکھ تو اک حشر کا منظر دیکھا
خواب میں فاطمہ زہرا کو کھلے سر دیکھا

دل کو ہاتھوں سے تھیں پکڑے ہوئے رقت طاری | خاک تھی گیسوؤں پر آنکھوں سے آنسو جاری
چوم کر کہتی تھیں ہونٹوں کو بہ آہ وزاری | اے مرے لال یہ کیا حال ہوا میں واری

خبر زہر دغا سن کے جو گھبرائی ہوں
میں تمھیں خلد سے لینے کے لیے آئی ہوں

وقت رحلت ہے قریب اے مرے آرام جگر | لو بس اب زینب و کلثوم سے مل لو اٹھ کر
سونپ دو چھوٹے برادر کو ید اللہ کا گھر | پیار کر لو مرے قاسم کو بھی ہنگام سفر

اس پہ لازم تمھیں شفقت کی نظر ہے بیٹا
میرے شبیر کا فدیہ یہ پسر ہے بیٹا

سن کے یہ خواب سے چونکا جو علی کا دلبر | آنکھ کھلتے ہی حسین آئے نظر بالیں پر
رو کے بولے کہ اخی اب ہے برادر کا سفر | چند ساعت کا ہے مہمان یہ تفتیدہ جگر

تم کو گھر بار، تمھیں عقدہ کشا کو سونپا
الفراق اے مرے مظلوم خدا کو سونپا

رو کے شبیر پکارے مرے پیارے بھائی | نہ تو نانا ہیں نہ بابا ہیں ہمارے بھائی
اب اگر آپ بھی دنیا سے سدھارے بھائی | پھر جیے گا یہ حزیں کس کے سہارے بھائی

دشمن جاں ہے جہاں منھ کو نہ موڑے جاؤ
اس برے وقت میں تنہا تو نہ چھوڑے جاؤ

رو کے بولے یہ حسن جان پدر میں قرباں | دل تڑپتا ہے کہ تم بیکس و تنہا ہو یہاں
ہے مگر موت سے مجبور جہاں میں انساں | خواب میں آئی تھیں جنت سے ابھی تو اماں

آؤ بھائی سے ملو زینب مغموم بہن
لو خدا حافظ و ناصر مری کلثوم بہن

کہتے کہتے یہ سخن رخ پہ جو زردی چھائی
نگہِ یاس نے بہنوں پہ قیامت ڈھائی
ہاتھ پھیلا کے بڑھیں کہہ کے جو ہے بھائی
ابھی ملنے بھی نہ پائی تھیں کہ ہچکی آئی
طشت کی سمت جو منہ اٹھ کے جھکایا افسوس
ٹکڑے ہو ہو کے کلیجہ نکل آیا افسوس

لختِ دل منہ سے اگلنے لگے پیہم جو حسن
پیٹ کر رونے لگی یہ بھی بہن وہ بھی بہن
سر جھکائے ہوئے روتے تھے شہِ تشنہ دہن
بھر گیا چھوٹے بڑے کتنے ہی ٹکڑوں سے لگن
دلِ صد پاش کے گنتا کوئی کیونکر ٹکڑے
آئی آواز جگر کے ہیں بہتر ٹکڑے

کربلا جیسے پکاری یہ بہ صد آہ و فغاں
طشت میں ہے یہ لہو، خونِ رواں کا ساماں
دل کے ٹکڑوں کی ہے تعداد سے یہ راز عیاں
مرگِ شبّر میں ہے شبّیر کا مقتل پنہاں
ہو گیا آج سے آغاز عزاداری کا
بی بیاں عزم کریں شام کی تیاری کا

خاک پر شاہِ شہیداں نے عمامہ پھینکا
بہنیں غش کھا کے گریں گھر میں ہوا حشر بپا
دیکھنے کے لیے نعش جو بڑھے شاہِ ہدا
مل کے مظلوم سے مسموم برادر رویا
پھر یہ بولے مجھے بستر سے اٹھاؤ بھائی
کس طرف ہے مرے قاسم کو بلاؤ بھائی

آئے قاسم تو کیا پیار - کہا رو رو کر
الوداع اے مرے نادان پدر کا ہے سفر
بولے پھر مادرِ قاسم سے کہ اے نیک سیر
لو یہ خط باندھ دو اس لال کے تم بازو پر
یہ وصیت ہے ہماری انھیں بتلا دینا
کربلا میں تم اسے کھول کے پڑھوا دینا